AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 6, Issue 1, March 2022, PP: 15-28
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

امام الخطابی کی کتب میں مباحث علوم القرآن (ایک جائزہ)

An Analysis of the Subjects of Uloom-ul-Qur'ān in the Books of Imām Al-Khattābī

Malik Khalil Ur Rehman[1*], Muhammad Usman Ghani[2]
[1]*Doctoral Candidate, Department of Quran & Tafseer, Allama Iqbal Open University, Islamabad*
[2]*Doctoral Candidate, Department of Aqeedah & Philosophy, Faculty of Usooluddin, International Islamic University, Islamabad, Pakistan*

ABSTRACT

Imām Hamd bin Muhammad Imām Al-Khattābī (d. 388 AH) is one of the most prominent Islamic scholars of fourth-century A.H. He is considered as one of high ranked scholars of Imām Alshafai s school of thought but he was not a blind and rigid follower. Sometimes, He differs with Imām Al-shāfi' s school of thought upon the basis of logic and reasoning and makes his own opinion. He was the first author who wrote a commentary on Sunan-Abi-Dawood and Sahih-al-Bukhari. Unfortunately, he could not write any specific book on commentary on the Quran but he used quranic versis during commentary and interpretation of al hadith.. However, rich data in respect of commentary and interpretive aspects of Quranic verses, as well as regarding Uloom-ul-Qur'ān, is present in his books. This article presents an overview of Uloom-ul-Qur'ān found in his books. The authors researched thoroughly to compile the various subjects of Uloom-ul-Qur'ān such as causes of revelation, abrogating and the abrogated verses and definition, conditions and examples of the Qur'anic verses whose meaning is clear (Mohkamaat), and the Qur'anic verses that need exegesis (Mutashabihaat). In addition, the aspect of precedence and deferments of the Quranic verses, the use of metaphorical words and the discussion of using an alternate word for understanding the meaning of the Quranic verse are also presented in the article. Besides, the authors have discussed enough discourse that highlights the excellence of Imām Al-Khattābī in Uloom-ul-Qur'ān. In the end, a conclusion is presented in which it is suggested to work on the indicated subjects of the books of Imām Al-Khattābī to appreciate his squarely encompassing knowledge.

Keywords: *Imām Al-Khattābī, Uloom-ul-Qur'ān, Mohkamaat, Mutashabihaat.*

تمہید:

امام حمد بن محمد الخطابی(م:388ھ)کا شمار چوتھی صدی ہجری کے جلیل القدر علمائے اسلام میں ہوتا ہے۔ آپ ایک عظیم محدث کو طور پر مشہور ہیں اور آپ کی تالیفات و تصانیف کو بھی فن حدیث میں امہات الکتب کا درجہ حاصل ہے۔ لیکن انہیں فن حدیث کے ساتھ ساتھ فقہ، لغت ،ادب، تفسیر اور علوم القرآن پر مہارت تامہ حاصل تھی۔ جس کے شواہد ان کی کتب میں باکثرت موجود ہیں۔ ذیل میں ان کی کتب میں موجود مباحث علوم القرآن کا ایک جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

سبب نزول کا بیان:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَاۤىِٕرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِــيْمٌ[1]

امام الخطابی حضرت عائشہ کی روایت(عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ:قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى: إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِما، فَمَا أَرَى عَلَى أَحَدٍ شَيْئًا أَلَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا، قَالَتْ عَائِشَةُ: كَلَّا لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ، كَانَتْ: فَلَا جَنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا، إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ ، وَكَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَطَّوَّفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَمَّا جَاءَالْإِسْلَامُ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ الْآيَةَ.)[2]

ہشام بن عروۃ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد حضرت عروۃ نے حضرت عائشہ سےؓ قرآن کریم کی آیت مبارکہ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَاۤىِٕرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ کے بارے میں پوچھا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص نے صفا مروہ کا طواف نہ کیا، اس پر کچھ واجب نہیں ہونا چاہے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر معاملہ ایسا ہوتا جیسا کہ تم کہہ رہے ہو تو آیت مبارکہ اس طرح ہوتی فَلَا جَنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا یعنی ان کا طواف نہ کرنے والے پر کوئی حرج نہیں۔[حالانکہ ایسا نہیں ہے] کیونکہ یہ آیت مبارکہ انصار کے متعلق نازل ہوئی کہ دور جاہلیت میں قدید کے مقام پر ان کا بت مناۃ تھا جس کی یہ عبادت کرتے تھے اور اسکے لئے احرام باندھتے تھے لہذا وہ اسلام لانے کے بعد صفا مروۃ کے طواف میں تردد محسوس کرتے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا جس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

امام الخطابی اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قد اعلمت عائشة السبب فی نزول الآیة بنفی الحرج و ان المعنی فی ذلک لم ینصرف الی نفس الفعل لکن الی محل الفعل ،وذلک انهم کانوا یعبدون فی تلک البقعة الاصنام فتحرجوا ان یتخذوها متعبدا لله تعالیٰ[3]۔حضرت عائشہ نے بتایا کہ اس آیت مبارکہ کے نزول کا سبب حرج کی نفی کرنا ہے،[نفس فعل کی نفی کرنا نہیں]اور یہ معنیٰ نفس فعل کی طرف نہیں پھیرا جائے گا بلکہ محل فعل کی طرف پھیرا جائے گا۔ کیونکہ انصارؓ دور جاہلیت میں اس مقام پر بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے اس وجہ سے انہیں اس مقام کو عبادت الٰھی کا مقام بنانے میں حرج محسوس ہوا۔ گویا امام الخطابی کے نزدیک چونکہ دور جہالت میں ان دونوں مقاموں پر بتوں کی عبادت ہوتی تھی اس لئے مسلمان ہونے کے بعد انہیں صفا مروہ کے طواف میں تردد پیش آیا یعنی مسلمانوں کو صفا مروہ کی سعی

میں حرج یا تردد محسوس نہ ہوا تھا بلکہ ان کا تردد سعی کے مقام میں تھا کیونکہ وہ اس مقام پر دور جہالت میں بتوں کی پوجا کرتے تھے اس وجہ سے انہیں اس مقام کو عبادت الٰھی کا مقام بنانے میں حرج وتردد محسوس ہوا یعنی تردد نفس فعل (سعی) میں نہ تھا بلکہ محل ومقام فعل (مقام سعی) میں تھا۔

ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ أنّ النبي صلى الله عليه وسلم لما اعتمر عُمرة القضيَّة، تخوَّف أقوامٌ كانوا يطوفون بهما في الجاهلية قبل الإسلام لصنمين كانا عليهما تعظيمًا منهم لهما، فقالوا: وكيف نَطوف بهما، وقد علمنا أنَّ تَعظيم الأصنام وجميع ما كان يُعبد من ذلك من دون الله، شركٌ؟ ففي طوَافنا بهذين الحجرين أحرَجُ ذلك، لأن الطواف بهما في الجاهلية إنما كان للصنمين اللذين كانا عليهما، وقد جاء الله بالإسلام اليومَ، ولا سبيل إلى تعظيم شيء مع الله بمعنى العبادة له!فأنزل الله تعالى ذكره في ذلك من أمرهم:"إنّ الصفا والمروة من شعائر الله[4]۔ جب نبی کریم ﷺ نے عمرہ قضا کا احرام باندھا تو وہ مسلمان جو دور جاہلیت میں صفا مروہ پر رکھے بتوں کی تعظیم میں صفا مروہ کا طواف کیا کرتے تھے وہ اب ان کے طواف کرنے سے خوف زدہ ہو گئے اور آپ ﷺ سے عرض کی کہ ہم ان کا طواف کیسے کریں جبکہ ہم جان چکے ہیں کہ بت وغیرہ کی تعظیم کہ اللہ عزوجل کے علاوہ جن کی پوجا کی جاتی تھی، شرک ہے۔ پس ہمارے ان دو پتھروں کے طواف میں تو حرج ہے کیونکہ زمانہ جہالت میں ان کا طواف بتوں کی وجہ سے ہوتا تھا۔ اب اسلام آچکا ہے اور ان کی تعظیم کی گنجائش نہیں ہے اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت مبارکہ اتاری۔ اسی طرح ابن کثیر مذکورہ بالا سبب نزول کے ساتھ ساتھ ایک دوسرا سبب بھی لکھتے ہیں کہ وَقَالَ آخَرُونَ مِنَ الْأَنْصَارِ: إِنَّمَا أُمِرْنَا بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ، وَلَمْ نُؤْمَرْ بِالطَّوَافِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِاللّٰهِ[5]۔ کچھ انصار نے کہا کہ ہمیں بیت اللہ کے طواف کا حکم ہے۔ صفا مروہ کے طواف کا حکم نہیں ہے پس اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل کی۔ لھذا اس آیت مبارکہ کے شان نزول کے متعلق منقول روایات کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ بیت اللہ کے طواف کا حکم خداوندی وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ [6]نازل ہو چکا تھا لیکن صفا مروہ کی سعی کا کوئی براہ راست حکم ابھی تک نازل نہ ہوا تھا تو بعض مسلمانوں (انصار) کو جو یہاں زمانہ جاہلیت میں بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے انہیں دو وجوہ کی بنا پر صفا مروہ کی سعی میں حرج وتردد محسوس ہوا کہ (ا) جس مقام پر وہ بتوں کی پوجا کرتے رہے ہیں وہاں اللہ کی عبادت یعنی سعی کریں (۲) اللہ عزوجل کی طرف سے ایسا (سعی) کرنے کا حکم نہیں آیا تو ہم سعی کیوں کریں۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ یہ دونوں اللہ عزوجل کے شعائر ہیں ان کی تعظیم واجب ہے اور یہاں بتوں کی پوجا کرنے کہ وجہ سے جو تمہیں سعی کرنے میں حرج محسوس ہو رہا ہے تو یہ حرج وتردد کی بات نہیں ہے۔ ابن کثیر کے نزدیک دونوں باتیں سبب نزول ہو سکتیں ہیں قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: فَلَعَلَّهَا نَزَلَتْ فِي هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ[7] اور علمائے اہل تفسیر اس بات کے قائل ہیں کہ کبھی کسی آیت کا سبب نزول کوئی ایک واقعہ نہیں بلکہ کئی واقعات ہو سکتے ہیں۔ غرض سبب نزول کوئی بھی ہو، مقصود وہی ہے جو امام الخطابی نے اپنے تفسیری نکتہ میں بیان کیا ہے کہ مسلمانوں کو فعل سعی میں نہیں بلکہ مقام سعی میں حرج محسوس ہوا تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے بات کی وضاحت فرمادی۔

ناسخ ومنسوخ کی بحث:

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۨالْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَي الْمُتَّقِيْنَ[8]

امام الخطابی کے نزدیک آیت مبارکہ میں مذکور وصیت کا حکم منسوخ ہے اور اس کی ناسخ آیت میراث ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان (ان اللہ

قد اعطی کل ذی حق حقه فلا وصیة لوارث)[9]نہیں ہے قوله اعطی کل ذی حق حقه اشارة الی آیة المواریث و کانت الوصیة قبل نزول الآیة واجبة للاقربین وهو قوله تعالیٰکتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرا الوصیة للوالدین والاقربینؗ ثم نسخت بآیة المیراث[10]۔

آیت مبارکہ میں مذکور حکم وصیت کی فرضیت کے متعلق کئی اقوال ہیں؛

1. آیت محکم ہے منسوخ نہیں یعنی فرضیت ووجوب اب بھی باقی ہے[11] حسن بصری کا بھی یہی قول ہے[12] ان کی دلیل کتب علیکم کے الفاظ قرآنی[13] اور حضرت ابن عمر کی درج ذیل روایت ہے۔(مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، لَهُ شَيْءٌ يُوصِيَ فِيهِ، يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ، إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ)[14]۔
2. آیت مبارکہ منسوخ ہے یعنی ورثا کے حق میں آیت مبارکہ منسوخ ہے مگر غیر ورثا کے حق میں منسوخ نہیں[15]۔
3. تمام کے حق میں حکم فرضیت منسوخ ہے البتہ غیر ورثا کے حق میں وصیت کرنا مستحب ہے[16]۔

آیت مبارکہ کے ناسخ میں بھی اختلاف ہے؛

1. اس آیت مبارکہ کی ناسخ حدیث مبارکہ / سنت(إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْطَى لِكُلِّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ) ہے[17]۔
2. آیت وصیت کی ناسخ آیت میراث ہے۔امام الخطابی بھی اسی بات کے قائل ہیں۔
3. الناسخ والمنسوخ کے مصنف المقری دونوں(آیت میراث اور حدیث مبارکہ) کو آیت وصیت کا ناسخ قرار دیتے ہیں[18].

محکم ومتشابہ کی بحث:

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ڤ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ڤ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ[19]

محکم اور متشابہ آیات سے کیا مراد ہے اس کے متعلق امام الخطابی درج ذیل اقوال ذکر کرتے ہیں؛

1. محکم وہ آیات مبارکہ ہیں جن سے علم حقیقی حاصل ہوتا ہے اور عمل بھی واجب ہوتا ہے جبکہ متشابہ وہ آیات ہیں جن پر ایمان لایا جاتا ہے،اس کا ظاہر معلوم ہوتا ہے مگر باطنی معنیٰ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ فالمحکم منه یقع به العلم الحقیقي والعمل والمتشابه یقع به الإیمان والعلم بالظاهر ونوکل باطنه إلى الله سبحانه[20]۔
2. محکم سے مفصل سورتیں مراد ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اور مفصل سورتوں کو محکم کہنے کہ وجہ یہ ہے کہ ان میں کوئی آیت منسوخ نہیں۔گویا غیر منسوخ آیات محکم ہیں۔وقال ابو سلیمان فی حدیث ابن عباس انه قال (قرات المحکم علی عهد رسول الله ﷺ وانا ابن اثنتی عشره سنة یعنی المفصل)۔۔۔انما سمی المفصل محکما لانه لم ینسخ من المفصل شیئ[21]۔
3. وہ آیت جو اپنا معنیٰ خود بتاتی ہو کسی غیر اور خارجی چیز کی محتاج نہ ہو یعنی اس کا ایک ہی معنیٰ ہو کوئی احتمال ووجوہ نہ ہو محکم کہلاتی ہیں اور متشابہ میں کئی احتمال ہوتے ہیں اس سبب اس کی ذات سے اس کا معنیٰ معلوم نہیں ہوتا۔وفی المحکم قول آخر وهو انه من القرآن ما احکم بیانه بنفسه ولم یفتقر الی غیره علی تاویل قوله عزوجل هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ

مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتٰبِ وَأُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ﴾الآية ،فالمحكم ما لا يحتمل الوجوه وعرف بنفسه۔والمتشابه ما احتمل الوجوه فلم يعرف بنفسه۔ فالمحكم امّ المتشابه لانه يعرف به[22]۔ پس محکم متشابہ کی اصل ہے یعنی متشابہ کی مراد جاننے کے لئے محکم کی طرف رجوع کریں گے اور متشابہ کو کوئی ایسا معنیٰ مراد نہیں لیا جائے گا جو محکم کے خلاف ہو۔

4. محکم آیات کی تاویل و تفسیر ان کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتی ہو اور واضح دلائل سے باطنی معنیٰ بھی معلوم ہوتے ہوں۔ گویا اس کے ظاہری اور باطنی معنیٰ معلوم و معروف ہوں اور جو آیات ایسی نہ ہوں یعنی جن کا معنیٰ اور حکم فقط ان کے ظاہری الفاظ سے معلوم اور واضح نہ ہو۔ فاما الآيات المحكمات فهى التى يعرف بظاهر بنائها تاويلها ،ويعقل واضح ادلتها باطن معانيها فاما المتشابه فلم يُتلقّ معناه من لفظه ولم يدرک حكمه من تلاوته [23]۔

5. ناسخ آیات کو محکم کہا جاتا ہے۔وقيل :المحكم:الناسخ[24]۔اس کے برعکس منسوخ آیات متشابہ کہلاتی ہیں۔

امام الخطابی نے مذکورہ بالا اقوال اپنی مختلف کتب میں محکم و متشابہ کی وضاحت کرتے ہوئے ذکر کئے ہیں۔ان سے یہ بات واضح ہے کہ محکم و متشابہ کی تعیین میں علمائے اسلام سے مختلف آراء منقول ہیں حتیٰ کہ ان اقوال مذکورہ کے علاوہ اقوال بھی ذکر کئے گئے ہیں لیکن اس بحث میں مذکور تمام اقوال و آرائ میں جامع قول رئیس المفسرین حضرت ابن عباسؓ کا ہے کہ محکم کا اطلاق قرآن کریم کے حلال و حرام، حدود و فرائض، ناسخ آیات اور ان آیات پر ہوتا ہے جن پر ایمان لانا بھی ضروری ہے اور عمل بھی جبکہ اس کے برعکس وہ آیات جو منسوخ ہیں، جن میں قصص و امثال کو بیان کی گیا ہے اور وہ آیات جن پر ایمان لایا جاتا ہے عمل نہیں کیا جاتا، کو متشابہ کہا جاتا ہے۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: الْمُحْكَمَاتُ نَاسِخُهُ وَحَلَالُهُ وَحَرَامُهُ وَحُدُودُهُ وَفَرَائِضُهُ وَمَا يُؤْمَنُ بِهِ وَيُعْمَلُ بِهِ وَالْمُتَشَابِهَاتُ مَنْسُوخُهُ وَمُقَدَّمُهُ وَمُؤَخَّرُهُ وَأَمْثَالُهُ وَأَقْسَامُهُ وَمَا يُؤْمَنُ بِهِ وَلَا يُعْمَلُ بِهِ[25]۔ محکم مضبوط اور مستحکم کو کہتے ہیں اور اس مضبوطی و استحکام کی کئی جہتیں ہو سکتی ہیں۔ قرآن کریم کی آیات محکمات کے متعلق مختلف اقوال دراصل ان آیات کی مضبوطی و استحکام کے کسی جہت و پہلو کا ہی بیان ہے لہٰذا ان اقوال میں جمع و تطبیق ممکن ہے کوئی حقیقی تباین و تغایر نہیں پایا جاتا۔ قرآن کریم کے اسلوب سے بھی بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ لفظ مختلف جہتوں سے استعمال ہوا ہے؛

(۱) اِحکام کا مصدر جس سے محکم ماخوذ ہے قرآن کریم میں کبھی شیطان کی طرف سے ڈالی گئی باتوں کے مد مقابل استعمال ہوا ہے لہٰذا اس صورت میں محکم کا معنیٰ ہونگے وہ چیز جو اللہ عزوجل کی طرف سے نازل شدہ ہو، ہر قسم کے اشتباہ اور غیر اللہ کی طرف سے ڈالی گئی چیزوں سے محفوظ و ممتاز ہو۔

(۲) کبھی نسخ کے عمومی معنیٰ کے مقابل استعمال ہوا ہے یعنی وہ آیات مراد ہوتیں ہیں جو متقدمین کے ہاں پائے جانے والے نسخ کے وسیع مفہوم سے محفوظ و مستحکم ہو یعنی ان کا حکم کلیۃ منسوخ ہوا ہو اور نہ ہی اس کے حکم میں کوئی جزوی تغییر واقع ہوا ہو۔

(۳) کبھی یہ مضبوطی اس کے معنیٰ و تاویل میں ہوتی ہے یعنی اس کے معنیٰ اور تاویل میں کسی قسم کا اشتباہ نہ پایا جائے۔

لہٰذا وہ آیات جن میں کسی جہت، پہلو اور صورت میں کوئی اشتباہ نہ پایا جائے محکم کہلائے گی اور جس میں کسی طرح کا کوئی اشتباہ ہو گا تو متشابہ کہلائے گی۔ وجماع ذلك أن " الإحكام " تارة يكون في التنزيل فيكون في مقابلته ما يلقيه الشيطان فالمحكم المنزل من عند الله أحكمه الله أي فصله من الاشتباه بغيره وفصل منه ما ليس منه۔۔۔وتارة يكون " الإحكام " في إبقاء التنزيل عند من قابله بالنسخ الذي هو رفع ما شرع وهو اصطلاحي أو يقال - وهو أشبه بقول السلف - كانوا يسمون كل رفع نسخا سواء

كان رفع حكم أو رفع دلالة ظاهرة. ---- وتارة يكون " الإحكام " في التأويل والمعنى وهو تمييز الحقيقة المقصودة من غيرها حتى لا تشتبه بغيرها. وفي مقابلة المحكمات الآيات المتشابهات التي تشبه هذا وتشبه هذا فتكون محتملة للمعنيين[26]۔

الغرض وہ آیات جن میں کسی پہلو سے اشتباہ موجود ہو وہ متشابہ ہیں اور متشابہ آیات کا اشتباہ دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انہیں محکم آیات پر پیش کیا جائے گا اور ایسا کرنے سے متشابہ کے معنیٰ معلوم ہو جائیں گے اور اشتباہ دور ہو جائے گا یا نہیں ہو گا۔ لہذا متشابہ کی دو اقسام ہیں (ا) جن کا اشتباہ دور ہو جائے اور ان کا معنیٰ معلوم ہو جائے (۲) اس کی حقیقت اور کنہ معلوم کرنے کا کوئی چارہ نہ ہو مثلاً قدر اور مشیئت اور قرآن و سنت میں مذکور اللہ عزوجل کی صفات جیسا کہ ید، ساق، وجہ وغیرہ۔ لہذا یہ ایسا اشتباہ ہے جو دور نہیں ہو سکتا اور اس کی حقیقت و کنہ تک عقل انسانی کی رسائی ممکن نہیں ہے گویا یہ ایسے امور ہیں جن پر بندوں کو مطلع نہیں کیا گیا اور ان کے حقائق ان پر نہیں کھولے گئے لہذا ایسے امور کی طلب کرنا کج روی اور غلو ہے اور اسی کو آیت مبارکہ میں ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ *قرار دیا گیا ہے اور* وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ڤ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ *میں اہل ایمان کی صفت یہ بیان کی گئی کہ وہ اس کے معنیٰ و تاویل اللہ عزوجل کے حوالے کر کے اس کے ظاہر پر ایمان لے آتے ہیں* وذلک على ضربينما اذا رد الى المحكم واعتبر به عقل مراده وعلم معناه ۔والضرب الآخر :هو مالا سبيل الى معرفة كنهه والوقوف على حقيقته ولا يعلمه الا الله عزوجل ومو الذى يتبعه اهل الزيغ ويطلبون سره ،ويتبعون تاويله ،ويكثر خوضهم فى ذلک ،فلا يبلغون كنهه ويرتابون بامره ،فيفتنون به ،ومو الذى اشير اليه بقوله (فاذا رات الذين يتبعون ما تشابه منه فاولئک الذين سماهم الله فاحذرهم)ومعنى ذلک :كل شئ استاثر الله بكنه علمه ،وتعبدنا بظاهر منه ۔وذلک كالايمان بالقدر والمشيئة وعلم الصفات ونحوها من الامور التى لم يطلع على سرها ولم يكشف لنا عن مغيبها ،فالغالى فى طلب علمها والباحث عن عللها طالب للفتنة ومتبع لها لانه غير مدرک شاوها ولا منته الى حد منها تسكن اليه نفسه۔ويطمئن به قلبه ،وينشرح له صدره وذلک امر لم يكلفه ولم يتعبد به ،فالخوض فيه عدوان والتعرض له فتنة والعلمائ الراسخون فى العلم يقولون (آمنابه) اطلعنا على كنه حقيقة ام لا (كل من عند ربنا) اى :جائز ان يتعبدنا الله بما مذا سبيله من العلم غير مستحيل ذلک فى الحكمة ،فيسلم الامر ولا يتعدى الحد (وما يذكر الا اولوا الالباب) ومم ذووالعقول اولو التامل والتدبر للقرآن ،واهل البصائر العالمون بمنازل العلوم ومراتبها واختلاف اقسامها فى الظهور والغموض[27]۔

تقدیم وتاخیر کی بحث:

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ [28]

اہل السنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچا کر آسمان کی طرف اٹھا لیا تھا۔ اب وہ آسمان میں ہیں اور قرب قیامت میں اللہ عزوجل کی مشیئت کے مطابق زمین پر نزول کریں گے اور دجال کو قتل کر کے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو نافذ کریں گے۔ گویا رفع آسمانی پہلے ہے اور وفات بعد میں۔ لیکن اس کے برعکس اس آیت مبارکہ کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے انہیں وفات دی جائے گی پھر انہیں آسمانوں پر اٹھایا جائے گا۔ اس مشکل کو دور کرنے کے لئے مفسرین کرام مختلف تاویلات بیان کرتے ہیں؛

- یہاں وفات سے مراد موت نہیں بلکہ قبض کرنا یعنی پورا پورا وصول کرنا اور لے لینا ہے تو آیت کا معنیٰ یہ ہو گا کہ میں تمہیں بغیر موت دیے آسمان کی طرف قبض کرلوں گا اور پورا پورا لے لوں گا۔
- وفات سے مراد نیند ہے کیونکہ نیند بھی مثل موت ہے تو معنیٰ یہ ہو گا کہ آپؑ پر نیند طاری کر کے آپؑ کو آسمان کی طرف اٹھالوں گا
- کلام میں تقدیم و تاخیر گویا رفع آسمانی پہلے ہو گا اور وفات بعد میں ہو گی۔ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ ؤقابضك إلى السماء من غير وفاة بموت، أو وفاة نوم للرفع إلى السماء، أو مميتك، أو فيه تقديم معناه: رافعك ومتوفيك بعد ذلك[29]۔ تمام تاویلات کا حاصل یہی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا رفع آسمانی طبعی وفات سے پہلے ہو گا جیسا کہ اہل السنت والجماعت کو عقیدہ ہے۔

مشکلات القرآن، علوم القرآن اور علم التفسیر کی ایک معروف و مشہور اصطلاح ہے۔ یہ وہ مقامات قرآنی ہیں جن کی تفہیم کسی سبب مشکل ہوتی ہے اور فہم قرآن کو مشکل بنانے والے کئی اسباب ہوتے ہیں جن کو علمائے علوم القرآن نے مفصلا بیان کیا ہے ان میں سے ایک سبب کلام میں تقدیم و تاخیر کا پایا جانا ہے۔ من الأشياء التي تسبب الصعوبة في الكلام فهو التقديم والتأخير[30]۔ امام السیوطی لکھتے ہیں کہ مَا أَشْكَلَ مَعْنَاهُ بِحَسَبِ الظَّاهِرِ فَلَمَّا عُرِفَ أَنَّهُ مِنْ بَابِ التَّقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ اتَّضَحَ۔۔۔وَأَخْرَجَ عَنْ قَتَادَةَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ ؤقَالَ: هَذَا مِنَ الْمُقَدَّمِ وَالْمُؤَخَّرِ أَيْ " رَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُتَوَفِّيكَ[31]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علمائے اسلام اس بات کے قائل ہیں کہ کلام اللہ میں بعض مقامات پر تقدیم و تاخیر پائی جاتی ہے اور اس کی ایک مثال یہی آیت مبارکہ ہے۔ کلام اللہ میں تقدیم و تاخیر کا علم ہونے کا فائدہ یہ ہے کہ بعض اوقات کلام کے ظاہر سے کوئی اشکال پیدا ہوتا ہے جس کو تقدیم و تاخیر کے علم سے رفع کیا جاتا ہے۔

امام الخطابی اس آیت مبارکہ میں سے تاویلات میں سے مختلف تاویلات میں سے تقدیم و تاخیر والی تاویل کو ترجیح دیتے ہیں۔ ومثل هذا في التقديم والتأخير قوله مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ ؤالمعنى أني رافعك ثم متوفيك[32]۔

قرآن کریم میں استعمالِ مجاز کی بحث:

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَاۗىِٕمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ [33]

امام الخطابی کے نزدیک آیت مبارکہ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَاۗىِٕمًا میں قیام سے حقیقی معنیٰ میں کھڑا ہونا نہیں کہ قرض خواہ واپسی کے لئے ہر وقت مقروض کے سر پر کھڑا رہے بلکہ اس سے مسلسل مطالبہ کرنا مراد ہے۔ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَاۗىِٕمًا ؤأي طالبًا[34]۔ ابن قتیبہ کا رجحان بھی اسی طرف ہے کہ قائما سے حقیقی قیام نہیں بلکہ یعنی مسلسل تقاضا کرنا ہے۔ گویا ان حضرات کے نزدیک یہاں لفظ کے حقیقی نہیں بلکہ مجازی معنیٰ مراد ہیں۔

قرآن کریم میں ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف کا استعمال کرنے کی بحث:

وَاٰتُوا الْيَــتٰمٰٓى اَمْوَالَھُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا [35]

امام الخطابی فرماتے ہیں کہ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ میں الی بمعنیٰ مع کے ہے یعنی ان کے اموال اپنے اموال سے ملا کر، خلط ملط کر کے مت کھاو۔ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ای مع اموالکم[36]۔ ابن عطیہ لکھتے ہیں کہ وروي عن مجاهد أنه قال: الآية ناهية عن الخلط في الإنفاق، فإن العرب كانت تخلط نفقتها بنفقة أيتامها فنهوا عن ذلك۔۔۔ وروي عن مجاهد أن معنى الآية:

ولا تأكلوا أموالهم مع أموالكم.قال القاضي أبو محمد: وهذا تقريب للمعنى، لا أنه أراد أن الحرف بمعنى الآخر[37]۔ عبارت ھذا سے معلوم ہوتا ہے کہ امام تفسیر مجاہد فرماتے ہیں کہ عرب کی عادت تھی کہ وہ اپنے اموال کو اپنے زیر سرپرستی یتیموں کے اموال میں ملا دیتے تھے، الگ سے ان کا حساب کتاب نہ رکھتے تھے لہذا انہیں خرچ کرنے میں اس طرح خلط کرنے سے روکا گیا ہے۔ اس وجہ سے وہ بھی اس آیت مبارکہ کی یہی تاویل کرتے ہیں کہ الی بمعنیٰ مع کے ہے۔ قاضی ابو عبید اس کی وضاحت کرتے ہیں کہ الی کو مع کے معنیٰ میں لینے کا مقصد آیت کے معنیٰ کی تفہیم و تقریب ہے ورنہ یہ مقصد نہیں کہ ایک حرف کو دوسرے کی جگہ استعمال کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ گویا امام الخطابی امام تفسیر مجاھد کی تاویل کو پسند کرتے ہیں۔

حوب کا معنیٰ اثم یعنی گناہ ہے۔الحوب الإثم ومنه قول الله تعالى اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا وهو الحوبة أيضاً مفتوحة الحاء مع إدخال الهاء[38]۔ لغات عرب سے معلوم ہوتا ہے کہ حَوب ، حُوب اور حوبة درج ذیل لغوی معانی میں استعمال ہوتا ہے؛

1. حاجت و تنگ دستی۔والحَوْبُ: الجَهْدُ والحاجَة[39]۔
2. غم و حزن۔والحَوْبُ والحُوبُ: الحُزنُ[40]۔
3. درد و تکلیف۔والحَوْبُ: الْوَجَعُ[41]۔
4. اثم و گناہ۔ حَوب اہل حجاز کی لغت میں جبکہ حُوب بنی تمیم کی لغت میں گناہ کو کہتے ہیں۔الإِثْمُ، فالحَوْبُ، بِالْفَتْحِ، لأَهْلِ الْحِجَازِ، والحُوبُ، بِالضَّمّ، لتَميمٍ[42]۔
5. بہن، بیٹی، ماں کی طرف سے قرابت و رشتہ داری، ہر ذی رحم محرم یعنی ایسی قرابت و رشتہ داری جس میں رِحم کا تعلق ہو۔هما (الأُخْتُ والبِنْتُ، و) قيل: (لي فيهم {حَوْبَةٌ} وحُوبَةٌ {وحِيبَةٌ} قُلِبَتِ الواوُ ياء لانكسار مَا قبلَها، أَي (قَرَابَةٌ مِنْ) قِبَلِ (الأُمِّ) ، وَكَذَلِكَ كُلُّ ذِي رَحِمٍ[43]۔
6. امام راغب اصفہانی کی تحقیق یہ ہے کہ ہر وہ حاجت جو انسان کو کسی گناہ پر ابھارے اور اس کا سبب بنے حوب کہلاتی ہے۔وحقيقتها: هي الحاجة التي تحمل صاحبها على ارتكاب الإثم[44]۔ گویا اصلا حوب اس حاجت کو کہا جاتا ہے جو گناہ کا سبب بنے لیکن اطلاقا خود گناہ کو بھی حوب کہہ دیا جاتا ہے۔

امام الخطابی کی طرح مفسرین بھی مذکورہ بالا معانی میں سے، یہاں حوب کا معنیٰ گناہ مراد لیتے ہیں اور یہی تاویل و تفسیر رئیس المفسرین سیدنا ابن عباسؓ سے بھی منقول ہے۔اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا أَيْ إِثْمًا كَبِيرًا، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالْحَسَنِ وَغَيْرِهِمَا[45]۔

حذف و اضمار کی بحث:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ۭ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۤ وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ۭ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ [46]

امام الخطابی فرماتے کہ اس آیت مبارکہ میں حذف و اختصار سے کام لیا گیا ہے اور یہاں لفظ (حب) محذوف ہے گویا کہ عبارت قرآنی یوں ہے (واشربوا فی قلوبھم حب العجل) یعنی بچھڑا نہیں بلکہ بچھڑے کی محبت مراد ہے اور حذف و اختصار کا طریقہ قرآن کریم میں مختلف مقامات پر استعمال ہوا ہے جن میں سے ایک یہ مقام بھی ہےوفيه اضمار و حذف و اختصار كقوله تعالى وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ

بِکُفْرِہِمْ۠ ای حب العجل ومثلہ فی الکلام کثیر۔[47]

مفسرین تابعین ؒ مثلاً قتادہ، ابو العالیہ، الربیع سے اسی طرح منقول ہے[48]۔ گویا کہ وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ایک استعارہ ہے اور اس میں شرب سے مراد شرب الماء نہیں بلکہ شرب بمعنیٰ خالط اور تداخل کے ہے کہ ان کے کفر (بچھڑے کو پوجنے کی وجہ سے) بچھڑے کی محبت ان کے دلوں میں خلط یعنی رچ بس گئی تھی۔ امام رازی اس استعارہ کی دو توجیہات بیان کرتے ہیں کہ وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمْ حُبَّ الْعِجْلِ، وَفِي وَجْهِ هَذِهِ الِاسْتِعَارَةِ وَجْهَانِ، الْأَوَّلُ: مَعْنَاهُ تَدَاخَلَهُمْ حُبُّهُ وَالْحِرْصُ عَلَى عِبَادَتِهِ كَمَا يَتَدَاخَلُ الصَّبْغُ الثَّوْبَ، الثَّانِي: كَمَا أَنَّ الشُّرْبَ مَادَّةٌ لِحَيَاةِ مَا تُخْرِجُهُ الْأَرْضُ فَكَذَا تِلْكَ الْمَحَبَّةُ كَانَتْ مَادَّةً لِجَمِيعِ مَا صَدَرَ عَنْهُمْ مِنَ الْأَفْعَالِ.[49] اس استعارہ کی دو توجیہات ہیں ایک یہ کہ اس کا معنیٰ ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت اور اس کی عبادت کی حرص کا داخل ہونا ہے جیسا کہ رنگ کپڑے میں داخل ہو جاتا ہے دوسری یہ کہ جیسا کہ شرب ہر اس چیز کے لئے مادہ حیات ہے جو زمین سے نکلتی ہے اسی طرح بچھڑے کی محبت ان سے صادر ہونے والے تمام افعال کا مادہ تھی یعنی بچھڑے کی محبت کی بدولت ان کے تمام افعال وقوع پزیر ہوتے تھے۔ امام ابو جعفر الطبری اس کے متعلق دوسرے معنیٰ (انهم سقوا الما الذى ذرى فيه سحالة العجل) ذکر کرنے کے بعد مذکورہ بالا معنیٰ کو ہی ترجیح دیتے ہیں[50]۔ جسے امام الخطابی نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں اختیار کیا ہے

خلاصۃ البحث:

مذکورہ بالا چند نمونہ جات سے واضح ہوتا ہے کہ امام الخطابیؒ کی کتب میں علوم القرآن کے متعلق عمدہ مباحث موجود ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کی کتب کا بالاستعاب مطالعہ کر کے ان مباحث کو یکجا کر کے ان کا علمی جائزہ لیا جائے تا کہ ان مباحث کا مقام و مرتبہ معلوم ہو، ان سے استفادہ آسان ہو اور امام الخطابیؒ کی ہمہ جہت علمی شخصیت کا یہ پہلو بھی نمایاں ہو جو اہل علم کو خراج تحسین پیش کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 international license.

حواشی وحوالہ جات

[1] ـ القرآن158:02ـ

Al-Qur'an158:02:.

[2] ـ ابوداود سليمان بن الأشعث السجستاني ، (م:275ھ)،**سنن ابی داود**(المكتبة العصرية، صيدا , بيروت)،کتاب المناسک،باب ومن باب الطواف بين الصفا والمروة،ج01،ص181ـ

'AbūDawūd, Sulaimān bin Al-ash'ath bin 'Isḥāq bin Bashīr bin Shaddād bin 'Umr Al-'Azdawī al-Sajistānī, (D: 275AH),**Sunan 'AbiDawūd**(, al-Maktabah al-'Asriyyah, Ṣaiedā, Beirūt), Kitab al-Manasik, chapter al-Tawaf between al-Safa and al-Marwat,vol.12,p181.

[3] ـ ابو سلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم بن الخطاب، الخطابی (م:388ھ) ،**معالم السنن**(المطبعة العلمية ،حلب) ،کتاب المناسک،باب من الطواف بین الصفا والمروۃ،ج02،ص195ـ

'AbūSulaimānḤamd 'ibn Muḥammad, Al-Khiṭābī,(D:388AH)**, Ma'ālim al-Sunan**SharḥSunan'AbiDawūd(Al-Maktaba'h al-'Ilmiyyah, Aleppoal), Kitab al-Manasik, chapter al-Tawaf between al-Safa and al-Marwat.vol.02,p.195.

[4] ـ ا بو جعفرمحمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملی، ابن جریر الطبری،(م:310ھ)، **جامع البيان في تأويل القرآن**, التفسير الطبری (مؤسسة الرسالة)،محقق، أحمد محمد شاكر،ج03،ص230ـ

AbūJ'afar Muḥammad 'ibn Jarīr 'ibn Yazīd 'ibn Kathīr 'ibn Ghalib al-'Āmali , Al-Ṭibarī, (D:310AH), **Jami' al-BāyanfīT'awīl al-Qur'an,** al-TafsīrṬibarī,(Mu'ssasah al-Risāla), Researcher 'Aḥmed Muḥammad Shakir.vol.3,p.230..

[5] ـ أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي، ابن كثير(م: 774ھ) ،**تفسیرالقرآن العظیم**المعروف تفسیر ابن کثیر(دار طيبة للنشر والتوزيع ،طبع1420ھـ - 1999 م) ج1،ص470ـ

Abū al-Fadai' 'Isma'il 'ibn 'Umar 'ibn Kathīr al QarashiThuma al-Damashqui, 'Ibn Kathīr, (D:774 AH),Tafsīr **al-Qur'an al-'Azīm,**Al-Ma'rūfTafsīr 'Ibn Kathīr**(**DārṬaibah Li nasharWaltauzi'a) vol.01,p.470.

[6] ـ القرآن22:29

Al-Qurān:22:29.

[7] ـ ابن کثیر، **تفسیر ابن کثیر** ،ج01،ص470ـ

'Ibn Kathīr**, Tafsīr 'Ibn Kathīr,**vol.01,p.470.

[8] ـ القرآن 180:02

Al-Qurān:180:02

[9] ـابو داود ،**سنن ابی داود** (المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)کتاب الوصایا ،باب الوصیۃ للوارث ،ج04،ص85ـ

ʼAbūDawūd,**Sunan ʼAbiDawūd**(al-Maktabah al-ʻAsriyyah, Ṣaiedā, Beirūt),Book al -Wasiyah, Bab al -Ba'a'iyyah, Vol.04,p.85

[10]- الخطابی ،**معالم السنن**، کتاب الوصایا ،باب الوصیة للوارث ،ج04،ص85۔

Al-Khiṭābī, **Maʻālim al-Sunan**SharḥSunan ʼAbiDawūd(Al-Maktabaʻh al-ʻIlmiyyah, Aleppoal)Book al -Wasiyah, Bab al -Ba'a'iyyah, vol.04,p.85-

[11]- أبو الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم السمرقندي (م: 373ه) ،**بحر العلوم**،(دار الكتب العلمية ،بيروت ،لبنان ،طبع1992) ج01،ص120۔

ʼAbū al-Laith Nasr bin Muḥammad bin ʼAḥmad bin ʼIbrāhīm al-Samarkandī (D: 373AH), **Baḥar al-ʻUlūm(**Dār-Kutub al-ʻIlmiyyah, Beirūt, Lebanon)vol.1,p.120.

[12]- أبو القاسم هبة الله بن سلامة بن نصر بن علي البغدادي المقري (م: 410ه) ،**الناسخ والمنسوخ** (المكتب الإسلامي ، بيروت طبع، 1404 ه)ج01،ص40۔

Abu Al-Qasim Hibatullah Bin Salama Bin Nasr Bin Al-Baghdadi Al-Maqri (D: 410 AH), **Al-Nasakh and Mansukh**(Al-Mahhab Al-Aslami, Beirut Edition) 1404 AH .vol.01,p.40.

[13]- ابو اللیث السمرقندی،**بحر العلوم**،ج01،ص120۔

ʼAbū Al-Laith ,al-Samarkandī**, Baḥar al-ʻUlūm**, vol.01,p.120

[14]- مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (م: 261ه)، **المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم** (دار إحياء التراث العربي ، بيروت)،كتاب الوصية ،ج03،ص1249۔

Muslim ibn al -Hajjaj Abu al -Hussein al -Qashiri al -Nasabari (D: 261 AH), **Al-Musnad Al-Ṣaḥīḥ**, vol.03,p.1249.

[15]- ابو لیث السمرقندی،**بحر العلوم**،ج01،ص،120۔

ʼAbū Al-Laith , al-Samarkandī, **Baḥar al-ʻUlūm**, vol.01,p.120.

[16]-البغوی،**معالم التنزيل في تفسير القرآن** ،ج01،ص211۔

Al -Baghvi, **Ma'am al -Tanzil -e -Tafseer -ul -Quran** al -Ma'arif Tafseer Baghvi.vol.01,p.211.

[17]-ابو داود ،**سنن ابی داود** ،114:3۔

ʼAbūDawūd, ,**Sunan ʼAbiDawūd**vol.03,p.114.

[18]-المقری،**الناسخ والمنسوخ**،ج01،ص40۔

Al-maqri, **Al-Nasakh and Mansukh**, (Al-Mahhab Al-Aslami, Beirut Edition, 1404 AH) vol.01,p.40.

[19]-القرآن07:03۔

Al-Qurān:07:03

[20]-الخطابی،**معالم السنن** ،کتاب شرح السنة ،باب فی الرویه ،ج04،ص331۔

Al-Khiṭābī, **Maʻālim al-Sunan**Sharḥ Sunan ʼAbiDawūd.Vol.04,p.331.

[21]-الخطابی،**غریب الحدیث**ج02،ص453۔

Al-Khiṭābī, **Gharīb ul Ḥadith**, vol.02,p.453.

[22]-الخطابی،**غریب الحدیث**،ج02،ص453۔

Al-Khiṭābī, **Gharīb ul Ḥadith**, vol.02,p.453.

[23]-الخطابی،**اعلام الحدیث**،ج03،ص1826۔

Al-Khiṭābī, **Aʻlām-ul-Hadith**,vol.03,p.1826.

[24]-الخطابی،**اعلام الحدیث**،ج03،ص1826۔

Ibid, Al-Khiṭābī, **Aʻlām-ul-Hadith**,vol.03,p.1826.

[25]- جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر، السيوطي (م: 911ھ) ،**الإتقان في علوم القرآن** (الهيئة المصرية العامة للكتاب ، 1394ھ/ 1974 م) ج3،ص04۔

Jalal -ud –din, Abdurrahman ibn Abi Bakr Al -Sa'ati (D: 911 AH), **al -ʼITqān –fī -UIūm -ul -Quran**,(Al -Masriyah al -A'am -ul -Lilktab, 1394 AH) ,vol.03,p.04..

[26]- أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيمية الحراني الحنبلي الدمشقي، ابن تيميه ،(م: 728 ،**الإكليل في المتشابه والتأويل**(دار الإيمان للطبع والنشر والتوزيع، الإسكندرية ، مصر)،ص11۔

Abu al -Abbas Ahmad ʼibn 'Abd al -Halim ibn' Abd al -Salam ʼibn al -Qasim ibn Muhammad ibn Taymi al -Harani al -Hanalai al -Madashqi (D: 728AH), **al -ʼIKlil –fī -MūtShāb'ah –W–al –Tawīl.**P.11.

[27]-الخطابی،**اعلام الحدیث**ج03،ص1826۔

Al-Khiṭābī،**Aʻlām-ul-Hadith**,vol.03,p.1826.

[28]-القرآن55:03

Al-Qurān :55:03

[29]- أبو محمد عز الدين عبد العزيز بن عبد السلام بن أبي القاسم بن الحسن السلمي الدمشقي، (م: 660ھ) ،**تفسير القرآن** (وهو اختصار لتفسير الماوردي)،(دار ابن حزم ، بيروت ،1416ھ/ 1996م) ج01،ص265۔

Abu Mohammed Uzzuddin Abdul -Aziz bin Abdul -Salam ʼibn al -Qasim ibn al -Hussein al -Salemī al -Madashqi, (D: 660 AH**), Tafsir -ul -Quran**,(Dar Ibn Hizam, 1416 AH), vol.01,p.265.

[30]- أحمد بن عبد الرحيم (المعروف بـ«ولي الله الدهلوي» (م: 1176ھ)، **الفوز الكبير في أصول التفسير**(دار الصحوة ،القاهرة 1407 ھ ،198)ص121۔

Ahmad bin Abd-ul-Rahīm,shah walī ullah(D:1176AH),**Al-f'Ozul al-kb ī r f ī usool altafs ī r**(Dar alsahwa,1407AH),p.121.

31-السیوطی ، عبد الرحمن بن أبي بکر، جلال الدين السيوطي (م: 911ھ)، **الإتقان في علوم القرآن**(الهيئة المصرية العامة للكتاب 1394ھ/ 1974 م)،ج03،ص38۔

Jalal -ud –din, Abdurrahman ibn Abi Bakr Al -Sa'ati (D: 911 AH), **al -'ITqān –fī - UIūm -ul -Quran**,(Al -Masriyah al -A'am -ul -Lilktab, 1394 AH) ,vol.03,p.38.

32-الخطابی،**غریب الحدیث**،ج02،ص157۔

Al-Khiṭābī**, Gharīb ul Ḥadith**,vol.02,p.157.

33-القرآن75:03۔

Al-Qurān:75:03

34-الخطابی،**غریب الحدیث**،ج01،ص267۔

Al-Khiṭābī, **Gharīb ul Ḥadith**,vol.01,p.267.

35-القرآن۔02:04

Al-Qurān:02:04

36-الخطابی،**غریب الحدیث**ج02،ص453۔

Al-Khiṭābī**, Gharīb ul Ḥadith**,vol.02,p.453.

37- أبو محمد عبد الحق بن غالب بن عبد الرحمن بن تمام بن عطية الأندلسي المحاربي، ابن عطیه (م: 542ھ) ،**المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز**،(دار الكتب العلمية، بيروت،1422ھ) ج02،ص06۔

AbūMuhammad Abdulhaq bin Ghālib bin abdreman, 'ibn Atiyyah(D:542AH**),Al-muhrir al-wajīz fī tafsīr al-kitāb al-azīz(**Dār-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirūt,1422AH) vol.02,p.06.

38-الخطابی،**معالم السنن** ،کتاب الطب ،باب الرقی ،ج04،ص228۔

Al-Khiṭābī, **Ma'ālim al-Sunan**SharḥSunan 'AbiDawūd,vol.04,p.228.

39- محمد بن مكرم بن على، أبو الفضل، جمال الدين ابن منظور الأنصاري الرويفعى الإفريقى ، ابن منظور افریقی(م: 711ھ)،**لسان العرب**(دار صادر، بيروت۔)، ج01،ص338۔

Muḥammad 'ibn Mukarram 'ibn 'Ali,'Abū al-Faḍl, Jamāl al-Dīn 'Ibn Manūr al-'Ansārī al-Ruaif'i al-'Afriquī, 'Ibn Manzūr 'Afriquī, (D: 711AH),**Lisān ul-'Arab**, , (DārṢadir, Beirūt),vol.01,p.338.

40-ابن منظور افریقی، ،**لسان العرب**،ج01،ص339۔

'Ibn Manzūr 'Afriquī،,**Lisān ul-'Arab**,vol.01,p.339.

41-ابن منظور افریقی، ،لسان العرب،ج01،ص339۔

'Ibn Manzūr 'Afriquī،),**Lisān ul-'Arab**,vol.01,p.339.

42ابن منظور افریقی،۔لسان العرب،ج01،ص339۔

'Ibn Manzūr 'Afriquī،),**Lisān ul-'Arab**,vol.01,p.339.

43-مرتضیٰ زبیدی ،تاج العروس،ج02،ص321۔

Al-Zubaidī**, Tāj ul 'Urūs**،vol.02,p.321.

[44]- أبو القاسم الحسين بن محمد المعروف بالراغب الأصفهانى (م: 502ھ)،**المفردات في غريب القرآن**(دار القلم، الدار الشامية - دمشق بيروت 1412 ھ)ص261۔

'Abū al-Qāsim al-Ḥussain 'ibn Muḥammad, Raghib 'Isfahanī (D 502 AH**), al-FardātfīGarīb al-Qur'an(**, Dar al- Qalam, al-Dār al-Shamiyyah - Damascus Beirūt) Al-Kitāb Al-Ẓa'a, p. 317.

[45]-القرطبى ،**الجامع لأحكام القرآن** ،ج05،ص10۔

Al-Qurṭabī**, Al-Jami' li 'Aḥkām al-Qur'an**,vol.02,p.10.

[46]-القرآن،93:02

Al-Qurān:93:02

[47]-الخطابى ،**معالم السنن شرح سنن ابى داود**، باب كراهية البزاق فى المسجد،كتاب الصلاة،ج1،ص144۔

Al-Khiṭābī**, Ma'ālim al-SunanKitāb**,vol.01,p.144.

[48]-الطبرى، **جامع البيان في تأويل القرآن**،ج02،ص357۔

Al-Ṭibarī, , **Jami' al-BāyanfīT'awīl al-Qur'an,**,vol.02,p.357.

[49]فخر الدين رازى، أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي الرازي الملقب بفخر الدين الرازي خطيب الري (م: 606ھ) ،**مفاتيح الغيب**،المعروف تفسير كبير(،دار إحياء التراث العربي – بيروت ،طبع 1420 ھ)ج03،ص604۔

'Abū Abdullah, Muḥammad'ibn Umer'ibn al-Ḥussan(D: 606 AH**)**, Al-Rāzī**, Mfātīh-ul-ghaīb**,Dār 'ihy ā-ul-turās al-arabī(1420AH) Beirūt, vol.03,p.604.

[50]-الطبرى ،**جامع البيان في تأويل القرآن**،المعروف تفسير الطبرى، ج2،ص357۔

Al-Ṭibarī,**Jami' al-BāyanfīT'awīl al-Qur'an**, al-TafsīrṬibarī,vol.02,p.357.